REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ

۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ

فی پرچہ ۱ نہ

جلد ۴۸/۱۳ | ۲۸ وفا ۱۳۳۸ ہش | ۲۸ جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۷۶

مغربی پاکستان کے تمام دریاؤں میں پھر سیلاب آگیا

سیلاب کا پانی شیخوپورہ میں داخل ہوگیا

لاہور ۲۷ جولائی۔ بالائی علاقوں میں شدید بارشوں کی وجہ سے مغربی پاکستان کے تمام دریاؤں میں پھر سیلاب آگیا ہے۔ لیکن ابھی دریا اپنے کناروں کے اندر بہہ رہے ہیں۔ ادھر ۱۸ انچ بارش ہونے کے بعد سیلاب کا پانی شیخوپورہ میں داخل ہوگیا ہے۔ جس کی وجہ سے متعدد مقامات پر نہروں کے کنارے اور ریلوں کی پٹڑیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ شیخوپورہ کے قصبہ پنجابی میں جہاں بارشوں کی وجہ سے پہلے ہی بہت نقصان ہوا ہے۔ اب چار آدمیوں کے ہلاک ہونے کی اطلاع آئی ہے۔ سیالکوٹ سے گزرنے والے تمام پہاڑی نالوں اور ندیوں میں بھی سیلاب آگیا ہے۔ اور ڈیک نالہ کے کنارے کئی جگہ سے ٹوٹ جانے کے باعث پانی اردگرد پھیلنا شروع ہوگیا ہے۔ اور اب شہر میں بھی داخل ہو رہا ہے۔ کل بعض متعلقہ حکام نے ان علاقوں کا دورہ کر کے جنہیں از سر نو سیلاب کا خطرہ لاحق ہے، اس امر کا جائزہ لیا۔ کہ سیلاب کی روک تھام کے سلسلہ میں کیا اقدامات ضروری ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی صحت کے متعلق اطلاع

کل دن بھر حضور کو ضعف کی شکایت رہی۔ رات نیند آگئی۔ آج صبح طبیعت کل جیسی ہے

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب۔ نخلہ

نخلہ ۲۶ جولائی۔ بوقت ساڑھے نو بجے صبح

کل دن بھر حضور کو ضعف کی شکایت رہی۔ ویسے طبیعت میں سکون رہا۔ اور بے چینی نہ تھی۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت کل جیسی ہے۔

احباب جماعت حضور کی کامل شفایابی کے لئے دردِ دل سے اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

خاکسار:۔ (ڈاکٹر) مرزا منور احمد

بوقت ساڑھے نو بجے صبح۔ نخلہ ۲۶ جولائی ۱۹۵۹ء

درخواستِ دعا

مکرم بشیر احمد صاحب رفیق مبلغ انگلستان کے والد مکرم دانشمند خان صاحب (ٹانڈہ محب ضلع پشاور) پر کسی نے ۱۳-۱۴ جولائی کی درمیانی رات کو گولی چلا دی۔ گولی بازو پر لگی ہے اور حالت خطرناک ہے۔ احباب اپنے مبلغ بھائی کے والد محترم کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص فضل سے کامل و عاجل شفا عطا فرمائے۔ آمین

(وکالت تبشیر ربوہ)

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر بخیریت نیروبی پہنچ گئے

مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر ۲۴ جولائی کو پاکستان سے بخیریت نیروبی پہنچ گئے ہیں۔ ریلوے سٹیشن پر آپکا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے خاص تصرف کے تحت اہلِ امریکہ کے دل اسلام کی طرف پھیر رہا ہے

حالات کی غیر معمولی تبدیلی اس امر پر گواہ ہے کہ وہاں احمدیت کیلئے نہایت شاندار مستقبل مقدر ہے

"امریکہ اور اسلام" کے موضوع پر مبلغ امریکہ ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر کا ایمان افروز لیکچر

ربوہ ۲۷ جولائی۔ امریکہ میں احمدیہ مشن کے مبلغ انچارج مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر نے کل نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے بعض شواہد کی روشنی میں اس امر کو بڑی عمدگی سے واضح کیا کہ امریکہ میں احمدیت کا مستقبل بہت درخشندہ ہے۔ آپ نے فرمایا اس امر کے باوجود کہ امریکہ دنیا کا مالدار ترین ملک ہے۔ اور وہاں کے لوگوں کو اپنے روایتی نظریات کی مزعومہ برتری کا بہت احساس ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص تصرفات کے تحت ان کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر رہا ہے۔ چنانچہ وہاں نہ صرف یہ کہ اسلام کے خلاف نفرت کے گہرے جذبات کم ہوتے جا رہے ہیں۔ بلکہ علی الخصوص علمی طبقوں کی اسلام میں دلچسپی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ آپ نے اس کی متعدد مثالیں دینے کے بعد اس امر پر خاص زور دیا کہ حالات میں یہ غیر معمولی تبدیلی اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد سرزمین امریکہ میں احمدیت کا جو بیج بویا گیا تھا۔ وہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھل لا رہا ہے اور خدائی وعدوں کے تحت وہ دن بھی جلد آنے والا ہے۔ کہ جب امریکہ میں ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آئے گا۔

اسلام کے ساتھ امریکہ کا قدیمی تعلق

مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف یہاں کی لوکل انجمن کے زیر اہتمام منعقدہ ایک جلسہ میں "امریکہ اور اسلام" کے موضوع پر تقریر فرما رہے ہے۔ جلسے کی کارروائی مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر اعلیٰ ثانی کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ جو مکرم منصور احمد صاحب انڈونیشین نے کی۔

(باقی دیکھیں صہ ۸ پر)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ — مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۵۹ء

مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت

ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامی مصرعہ

"مسلماں را مسلماں باز کردند"

کے زیر عنوان لکھا تھا کہ امام وقت کی آواز اس کے اپنے الفاظ میں پہنچائی جائے۔ تو صرف یہی ایک ذریعہ ہے۔ جو موجودہ بدعنوانیوں سے نجات حاصل کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس پر ایک دوسرے لاہوری ہفت روزہ نے جس کو اپنے فہم دین کا بڑا زعم ہے بہت لے دے کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی ایک قریب کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"اصل بحث یہ نہیں کہ مرزا صاحب نے کس بات کا دعوے کیا۔ نبوت کا یا محدثیت کا۔ اور جو انکار کرے اس کو کافر کہا یا فاسق۔ اصل بحث یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی تحریک کی بنیاد دعوے پر رکھی۔ اور اپنی طرف بلایا اور اسی کا نام مسلماں را مسلماں باز کردند رکھا ۔۔۔۔۔ جب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور مدعی کی طرف بھی دعوت دی جائے گی۔ خواہ نوعیت دعوے کچھ ہی ہو۔ وہ تکفیر و تفسیق کا باعث ہو گی۔ اور غلط ہو گی۔ اور اس سے بدعنوانیوں کا نہ سدِ باب ہو گا۔ اور نہ اصلاح امت۔ اور ہماری گزارش کا مقصد بھی یہی تھا۔ کہ پاکستان کے مسلمانوں کو حضرت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز حضور کے اپنے الفاظ اور مفہوم اور تشریح کے مطابق پہنچائی جائے تو اس قوم کی بگڑی بن سکے گی ۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔ جس شخص نے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کیا۔ اس کی زندگی پاکیزہ ہو گئی اور آج گئے گزرے دور میں بھی بے شمار اللہ کے بندے ایسے ہیں۔ جن کا دامن موجودہ بدعنوانیوں سے بالکل پاک ہے اور وہ اس تاریکی میں بھی روشنی کا مینار ہیں۔ باطل کے خلاف سینہ تان کر صف آرا ہیں۔ صدق و امانت اور دیانت و تقوٰے کی راہ پر گامزن ہیں۔ البتہ ان کے دامن پر مسلمانوں کی تکفیر و تفسیق کے خونین داغ نہیں ہیں ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ جو مسلمان ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ ہم ان کو بھی اتنا ہی گمراہ سمجھتے ہیں۔ جتنا مرزا صاحب کے متبعین کو۔ اور جو لوگ اسم "مسلم" پر اکتفا نہیں کرتے۔ اور اپنے لئے فرقوں کے امتیازات اختیار کرتے ہیں ہم ان کو بھی برسرِ غلط سمجھتے ہیں۔ خدا نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے۔

ھو سمٰکم المسلمین من قبل وفی ھذا۔ لیکون الرسول شھیدًا علیکم وتکونوا شھداء علی الناس۔ اب دعوت ہے تو صرف ایک ذات مقدس پر ایمان لانے کی۔ اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آواز کوئی پہچاننے کے لائق ہے تو کتاب و سنت کی۔ اس کی پیروی سے سیرت میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی سے قومیں بے عنوانیوں سے نجات پاتی ہیں۔"

ہم نے یہ طویل عبارت اس لئے نقل کی ہے۔ تاکہ معاصر کا استدلال اچھی طرح سمجھ میں آ جائے۔ پیشتر اس کے کہ ہم "اصل بحث" کے متعلق کچھ لکھیں۔ پہلے ہم معاصر کی تضاد بیانی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ اسم "مسلم" پر اکتفا نہیں کرتے۔ اور اپنے لئے فرقوں کے امتیازات اختیار کرتے ہیں۔ ہم ان کو بھی برسرِ غلط سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آج دنیا میں ایک بھی "مسلم" نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا "مسلم" نہیں جو صرف اسی "اسم" پر اکتفا کرتا ہو۔ اور کسی نہ کسی فرقے سے منسلک نہ ہو۔ اس لئے یہ کہنا کہ آج گئے گزرے دور میں بھی بے شمار اللہ کے بندے ایسے ہیں جن کا دامن موجودہ بدعنوانیوں سے بالکل پاک ہے کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ کیا معاصر ان بے شمار اللہ کے بندوں کی ایک مختصر فہرست اپنے صفحات میں شائع کر کے ممنون کرے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ مدیر معاصر قسم کے لوگ جوش تعصب و معاندت میں جو کچھ اپنے دل میں آتا ہے لکھتے چلے جاتے ہیں۔ شریعت کی طرف رجوع کرنا یا عقل سے سوچنا بھی ممنوع سمجھتے ہیں کہ دیکھیں جو ہم لکھ رہے ہیں ملتا جلتا ہے یا یونہی بس لکھ رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم اصل بحث کو لیتے ہیں۔

معاصر کے نزدیک اصل بحث یہ ہے کہ (حضرت) مرزا صاحب نے اپنی تحریک کی بنیاد دعوے پر رکھی اور اپنی طرف بلایا۔ اسی کا نام مسلماں را مسلماں باز کردند رکھا ۔۔۔۔۔ جب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور مدعی کی طرف بھی دعوت دی جائے گی۔ خواہ نوعیت دعوے کچھ ہی ہو وہ تکفیر و تفسیق کا باعث ہو گی۔ اور غلط ہو گی۔ اور اس سے بدعنوانیوں کا سدِ باب ہو گا۔ اور نہ اصلاح امت"

معاصر ان الفاظ سے یہ دھوکا دینا چاہتا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بالمقابل اپنی طرف تھی۔ یہ ایسی ہی ہے جیسے کہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت (نعوذ باللہ) اللہ تعالےٰ کے بالمقابل اپنی طرف تھی۔ جس شخص نے بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر پڑھا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ آپ کا دعوے یہ تھا کہ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آوردہ دین کی تجدید و احیاء کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ آپ نے جا بجا اپنی تحریروں اور تقریروں میں اگر کسی بات پر زور دیا ہے۔ تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور خاتم النبیین پر ہی دیا ہے۔ آپ نے بارہا نہایت زوردار الفاظ میں فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بغیر اب کوئی ذریعہ فلاح نہیں ہے۔

اب رہی یہ بات کہ جو دعوے سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے کیا وہ کیا ہے۔ اور آیا ایسا دعوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا دعوے یہ تھا کہ میں وہی مسیح ابن مریم اور وہی الامام المھدی ہوں۔ جس کی زبردست پیشگوئیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہوئی ہیں۔ من گھڑت اصول کو الگ رکھ کر کوئی شرعی روک ایسے دعوے کے متعلق پیش کیجئے یعنی شریعت کا وہ کونسا مسئلہ ہے جس کی رو سے کوئی شخص یہ دعوے نہیں کر سکتا کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے اس اسلام کی تجدید و احیاء کے لئے کھڑا کیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل ہوا۔ اور میں بلا کم و کاست اسی دین کی اشاعت کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ میرے اس دعوے پر ایمان لاؤ اور میرے ساتھ مل کر تجدید و احیائے دین کی کشتی کو کھے کر آگے بڑھاؤ۔

تعجب ہے کہ ہر ہمہ شمہ بہرو پیا کو تو یہ اختیار ہے۔ کہ وہ ایک جماعت بنائے اور اپنے مفروضہ اسلام کا ایک حلقہ قائم کرے۔ اور خود ہی اس کا امیر بن بیٹھے اور دین کے متعلق اپنی من گھڑت کتابیں لکھے۔ اور اپنا نام بڑی شان سے ان پر لکھوائے۔ اور "مزاجدان رسول" کہلانے میں کوئی باک نہ سمجھے۔ لیکن جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہو۔ وہ یہ بھی نہ کہہ سکے کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے تجدید و احیائے دین کے لئے کھڑا کیا ہے۔ ایک معمولی عقل کا انسان بھی اتنی بات سمجھ سکتا ہے۔ کہ دعاوی کے مراتب و مدارج ہوتے ہیں۔ اگر ایک گورنر یہ دعوے کرے۔ کہ میں گورنر جنرل ہوں۔ فلاں شخص جو گورنر جنرل بنا ہوا ہے وہ نہیں ہے۔ تو سب لوگ اس کو پاگل سمجھیں گے۔ اور وہ گورنری کے بھی قابل نہیں ہو گا۔ لیکن اگر ایک گورنر یہ کہے کہ میں گورنر جنرل کے ماتحت اس کا نفاذ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ مجھ کو تسلیم کرو۔ اور سندات بھی پیش کرتا ہوں۔ تو بتائیے یہ بات یک جہتی پیدا کرنے والی ہے۔ یا ملک میں تفرقہ پیدا کرنے والی ہے۔

خدا جانے یہ سند کہاں سے بنا لیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا دعوے کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ اور اپنی طرف کسی قسم کی دعوت کوئی دے ہی نہیں سکتا۔ ایک شخص جو کہتا ہے کہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف "امتی" ہوں۔ اس کے اس دعوی سے دین میں کیا نقص آ جاتا ہے۔ کہ میں صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آوردہ تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ میرے اس دعوی کو تسلیم کرو۔ اور تبلیغ و اشاعت دین کا فریضہ ادا کرو۔

اگر اس من گھڑت اصل کو صحیح مان لیا جائے۔ تو دعوت و تبلیغ دین کا کام ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ کیا جب خلافت راشدہ کے عہد میں کوئی خلیفہ منتخب ہو جاتا تھا۔ تو اپنی بیعت نہیں لیتا تھا کیا یہ اپنی طرف دعوت نہیں تھی؟ جس بات کو معاصر فراموش کر جاتا ہے یا دھوکا دینا چاہتا ہے۔ وہ یہ ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے دعاوی کے مدارج و مراتب ہوتے ہیں۔ اگر اپنے اپنے مرتبہ اور درجہ کے مطابق دعوت نہ ہو۔ تو دنیا کا تمام کاروبار ہی درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اور کوئی نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ خواہ وہ دنیاوی نظام ہو یا روحانی دنیوی نظاموں میں تو ہر قسم کی درجہ بندی کو آپ فوراً تسلیم کر لیں گے۔ کیا دینی نظام ہی الحاد کے لئے رہ گیا ہے۔ کہ جس کا جی چاہا دو کتابچے لکھے اور عقل کے گھوڑے دوڑانے شروع کر دیئے۔ کیا یہ بہروپیا پن نہیں؟

اذکروا موتٰکم بالخیر

محترم چوہدری محمد عبداللہ خانصاحب مرحوم کا ذکر خیر

از مکرم صوفی محمد رفیع صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی امیر جماعت ہائے احمدیہ خیرپور ڈویژن۔ سکھر

محترم چوہدری محمد عبداللہ خانصاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کراچی ایک ایسے خاندان کے فرد تھے جس کا ذکر احمدیت کی تاریخ میں انشاء اللہ تعالےٰ رہتی دنیا تک گونا گوں رنگوں میں زندہ رہے گا۔ محترم چوہدری محمد ظفراللہ خانصاحب نے اپنے اس مرحوم بھائی کے متعلق ایک مختصر مگر جامع مضمون رقم فرمایا ہے۔ جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ مضمون مرحوم کی صفات کا ایک جامع نچوڑ ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین +

مرحوم چوہدری صاحب کی شخصیت ایسی تھی کہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ پاکستان کے باہر بھی ان کے بہت سے مداح اور محبت کرنے والے موجود ہیں

مرحوم کا ذکر سلسلہ کے اخباروں میں ہوتا رہتا تھا۔ مگر مجھے ملاقات کا موقع نہیں ملا تھا۔ کیونکہ میں ساری عمر سندھ میں رہا اور ان کا اس طرف کوئی خاص تعلق نہ تھا۔

پاکستان بننے پر جب کسٹوڈین کا محکمہ قائم ہوا تو آپ بوجہ اپنی ذاتی قابلیت اور انتظامی خوبیوں کے ایڈیشنل کسٹوڈین مقرر ہوئے اور کراچی آپ کا ہیڈ کوارٹر مقرر ہوا۔

علاوہ کراچی کے سابق سندھ اور بلوچستان وغیرہ آپ کے احاطہ اختیار میں داخل تھے لہذا گاہ بگاہ آپ ان علاقوں کا دورہ فرماتے رہتے۔

اس حصہ میں چونکہ سکھر بھی ایک مرکزی شہر ہے اس لئے آپ اس جگہ بھی وقتاً فوقتاً تشریف لاتے۔

ان سرکاری دوروں پر تشریف لانے کی وجہ سے مجھے نہایت ہی قریب ہو کر ان سے ملنے کے مواقع ملتے رہے۔ اور جتنا میں ان کو زیادہ قریب ہو کر دیکھتا اتنا ہی ان کا مقناطیسی جذبہ اپنی طرف اور زیادہ تیزی سے کھینچتا۔

آپ جب بھی تشریف لاتے۔ تو حتی الوسع اپنے آنے کی اطلاع کرواتے آپ کا قیام سرکاری طور پر سرکٹ ہاؤس یا انسپکشن بنگلہ میں ہوتا اور جب سکھر پہنچے تو بعض دفعہ پہلے میرے مکان سے ہو کر پھر بنگلہ پر تشریف لے جاتے تھے آپ کے اس طرح آنے پر اکثر عرض کرتا کہ آپ خواہ مخواہ تکلیف فرماتے ہیں۔ مگر نہایت محبت بھرے الفاظ میں فرماتے کہ بھائی پہلے حلقہ کے امیر صاحب کے پاس پہنچ کر رپورٹ کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایسا فہم دیا ہوا تھا کہ ہر ایک قسم کے آدمی کی بات کو خواہ وہ کسی رنگ میں ہو۔ فوراً سمجھ جاتے۔

مرحوم اپنی فراست کے لئے بہت مشہور تھے۔ لوگ آپ کی جرح سے بہت ڈرتے تھے۔ مگر آپ کے حسن سلوک میں کچھ ایسی چاشنی ہوتی تھی۔ کہ کوئی آپ کی سختی پر برا نہ مناتا ناراض نہیں ہوتا تھا۔

بڑے سے بڑے آدمی سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے تک جس کا بھی آپ سے واسطہ پڑا۔ آپکی دلی عزت کرتا۔ اور محبت سے نام لیتا۔

آپ کے محکمہ کے لوگ جن کا آپ سے واسطہ پڑتا ان کو آپ پر یوں اعتماد تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ان سے کوئی غلطی بھی ہوئی تو ان سے انصاف ہوگا۔ ظلم ہرگز نہیں ہوگا۔ اکثر چشم پوشی سے کام لیتے تھے۔ اپنے ماتحتوں کی مشکلات کا پورا خیال رکھتے اور ان کے لئے اور ایک سہارا ہوتے تھے۔

آپ جب سکھر تشریف لاتے۔ تو آپ کے ہر دل عزیز ہونے کی وجہ سے اتنی دعوتیں ہو جاتیں کہ ان کا پروگرام بنانا مشکل ہو جاتا۔ میں نے مجبور ہو کر کہا کہ خواہ کچھ بھی ہو آپ کے قیام کے موقعہ پر ایک وقت کی دعوت کا موقعہ مجھے ضرور ملنا چاہیئے۔ چنانچہ جب تشریف لاتے تو مجھے فرماتے کہ اپنی تاریخ مقرر کر لو اور باقیوں کا پروگرام بھی بنا لو۔

اس طرح جتنے روز آپ قیام کرتے ایک قسم کا جلسہ ہوتا۔ آپ مجلس کی رونق اور زینت ہوتے۔ جس رنگ کے لوگ ہوتے ویسی ہی گفتگو فرمایا کرتے۔

آپ ایک نڈر احمدی تھے تحقیق حق کرنے والوں کو اس طور پر احمدیت کا پیغام پہنچاتے کہ ان کی تسلی ہو جاتی۔

میں نے جتنا بھی قریب ہو کر اُن کو دیکھا ان کو ایک پختہ احمدی مسلمان پایا۔

آپ میں خدمت خلق کا جذبہ بے حد تھا۔ بلاتفریق احمدی، غیر احمدی، مسلم، غیر مسلم سب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے۔ اور ہر ایک کی بات غور سے سُن کر اس کی حتی الوسع پوری مدد فرماتے۔ اگر اُن کے اپنے کرنے کا کام ہوتا تو خود کرتے ورنہ جس کے کرنے کا ہوتا خواہ وہ واقف ہوتا یا نہ ہوتا اگر وہ سفارش کا واقعی مستحق ہوتا تو ضرور۔ اس کی سفارش کرتے اور خدا کے فضل

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جھوٹ سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے

"جسمانی نظام کی کَل بھی صدق ہی ہے۔ جو لوگ صدق کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور خیانت کر کے جرائم کو پناہ میں لانے والی سپر کذب کو خیال کرتے ہیں۔ وہ سخت غلطی پر ہیں۔ آنی اور عارضی طور پر ممکن ہے اس سے کسی انسان کو کچھ فائدہ حاصل ہو جائے لیکن فی الحقیقت کذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے۔ اور اندر ہی اندر اُسے ایک دیمک لگ جاتی ہے۔ ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ اُس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔ اسی طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اُسے یہاں تک جرأت اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالےٰ پر بھی افترا کر لیتا اور خدا تعالےٰ کے مرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اظلم ٹھہر جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ یعنی اُس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جھوٹ بہت ہی بُری بلا ہے۔ جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹ کا خطرناک نتیجہ اور کیا ہو گا کہ انسان خدا تعالےٰ کے مرسلوں اور اس کی آیات کی تکذیب کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس تمہارے لئے یہ ضروری بات ہے کہ صدق اختیار کرو۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں درج ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے طلب علم کے لئے نکلے تو آپ کی والدہ صاحبہؓ نے ان کے حصہ کی اسّی اشرفیاں اُن کی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں۔ اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا جھوٹ ہرگز نہ بولنا۔ حضرت سید عبدالقادرؒ جب گھر سے رخصت ہوئے تو پہلی ہی منزل میں ایک جنگل میں سے اُن کا گذر ہوا۔ جہاں چوروں اور قزاقوں کا ایک بڑا قافلہ رہتا تھا۔ جہاں ان کو چوروں کا ایک گروہ ملا۔ انہوں نے آپ کو پکڑ کر پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے دیکھا کہ یہ تو پہلی ہی منزل میں امتحان در پیش آیا۔ اپنی والدہ صاحبہ کی آخری نصیحت پر غور کیا اور فوراً جواب دیا کہ میرے پاس اسّی اشرفیاں ہیں جو میری بغل کے نیچے میری والدہ صاحبہ نے سی دی ہیں۔ وہ چور یہ سُن کر سخت حیران ہوئے کہ یہ فقیر کیا کہتا ہے۔ ایسا راستباز ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ اور سارا قصہ بیان کیا۔ اس نے بھی جب آپ سے سوال کیا تب بھی آپ نے وہی جواب دیا۔ آخر جب آپ کے پیراہن کے اُس حصہ کو پھاڑ کر دیکھا گیا تو واقعی اس میں اسّی اشرفیاں موجود تھیں۔ اُن سب کو حیرانی ہوئی۔ اس پر ان کے سردار نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ اس پر آپ نے اپنی والدہ صاحبہ کی نصیحت کا ذکر کر دیا۔ اور کہا کہ میں طلب دین کے لئے گھر سے نکلا ہوں۔ اگر پہلی ہی منزل پر جھوٹ بولتا تو پھر کیا حاصل کر سکتا۔ اس لئے میں نے سچ کو نہیں چھوڑا۔ جب آپؒ نے یہ بیان فرمایا تو قزاقوں کا سردار چیخ مار کر رو پڑا۔ اور آپؒ کے قدموں پر گر گیا۔ اور اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کی۔ کہتے ہیں کہ آپؒ کا سب سے پہلا مرید یہی شخص تھا۔ غرض صدق ایسی شئے ہے جو انسان کو مشکل سے مشکل وقت میں بھی نجات دلا دیتی ہے"

(ملفوظات جلد ۳، صفحہ ۲۵۴)

سے لوگوں کے کام ہو بھی جاتے۔

آپ کے دل میں احمدیت اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے لئے خاص غیرت اور محبت تھی۔

آپ بڑے زندہ دل تھے بعض دفعہ جب کوئی فرصت کا وقت ہوتا۔ اور دوست جمع ہو جاتے تو بڑے عمدہ تفریحی مشاغل سے مجلس کو گرما دیتے۔ آپ بڑے مہمان نواز اور دوستوں کے قدر شناس تھے۔

آپ نہایت صاف ستھرے اور نفاست پسند تھے۔ آپ تعظیم لامر اللہ و شفقت علیٰ خلق اللہ کے پورے پورے نمونہ تھے ہر نیکی کے کام میں سبقت لے جانے کی کوشش فرماتے اور حاجت مندوں کی مدد کرنے میں خاص لذت محسوس کرتے اور اسے اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتے۔

بعض دفعہ اگر مجھے ان کی مدد کی ضرورت پڑتی تو بڑی محبت اور شوق سے مدد فرماتے اور اس کام کو کرا کے چھوڑتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے نوازے اور مقام علیین عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ایک دفعہ باتوں باتوں میں بڑے خوش لہجہ میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ سکھر میں اکثر دفعہ میرا آنا ہوا ہے اور مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کہ ہر طبقہ کے لوگ۔ خواہ سرکاری اہلکار ہو یا بیوپاری یا دکاندار وغیرہ جن میں بھی آپ کا ذکر ہوا ہے۔ بڑی محبت اور عزت سے یاد کرتے ہیں۔ جس پر میں نے کہا کہ یہ سب احمدیت اور آپ کی دعاؤں کی وجہ سے ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

کاپی ریڈر کی ضرورت

روزنامہ "الفضل" میں ایک "کاپی ریڈر" کی ضرورت ہے۔ امیدوار مولوی فاضل اور انگریزی دان ہونا چاہیئے۔ یا میٹرکولیٹ جو عربی، فارسی اور اردو میں خاص مہارت رکھتا ہو۔ تنخواہ ۵۰-۳-۸۰ معہ -/۲۰ گرانی الاؤنس ہوگی۔ سابقہ تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر سابقہ تجربہ نہ ہو تو ایک ہفتہ بلا تنخواہ ٹریننگ لازمی ہے درخواستیں جلد از جلد مقامی امیر کی تصدیق کے ساتھ ایڈیٹر الفضل کو بھیجی جائیں۔ درخواست کے ہمراہ نقول سرٹیفکیٹ شامل کی جائیں۔ جو واپس نہیں کی جائیں گی کسی قسم کی سفارش کو نا قابلیت تصور کیا جائے گا۔

نوٹ:۔ صرف وہی امیدوار درخواست دیں جو مستقل طور پر کام کرنا چاہیں۔

(ایڈیٹر الفضل)

میری آخری ملاقات ان سے حیدر آباد میں ہوئی جہاں میں دو دفعہ ان کی عیادت کے لئے گیا۔

پہلی ملاقات میں تو بفضل خدا طبیعت بہتر تھی گو ویسی نہ تھی۔ جیسے پہلے ہوا کرتی تھی۔ مگر اپنے دفتر تشریف لیجاتے اور دوستوں سے بھی حسب دستور ملتے۔

دوسری دفعہ آپ گھر پر بیمار تھے۔ اور آرام کی ضرورت تھی۔ لہذا دعا کرتے ہوئے ان سے رخصت ہوا۔ بعد میں جلد آپ کراچی تشریف لے گئے افسوس کہ آپ کی صحت پھر دن بدن گرتی چلی گئی۔

آپ کی وفات ایک عظیم قومی صدمہ ہے اور اس کو وہی جان سکتا ہے جو آپ کے قریب رہ کر آپ کو جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ دے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور اس عظیم نقصان کی آپ تلافی فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

کامیابی اور اعانت الفضل

(۱) میرے دو لڑکوں عزیز عبد المجید اور عبد السمیع نے امسال بی اے اور بی ایس سی کا امتحان پاس کیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ (غلام رسول احمدی ٹھیکیدار)

نوٹ:۔ اس خوشی میں آپ نے مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل عنایت فرمائے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینجر الفضل)

(۲) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عزیزی سید طیب احمد بخاری ولد برادرم سید محمد عبد اللہ صاحب لاہور نے امسال امتحان بی۔ ایس سی سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے الحمد للہ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو یہ کامیابی دینی و دنیوی لحاظ سے موجب خیر و برکت بنا دے آمین۔

(قاضی عبد اللہ بھٹی از ربوہ)

نوٹ:۔ اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے اعانت الفضل کے لئے موصول ہوئے ہیں۔ جزاکم اللہ

(مینجر الفضل)

وہی پیارا وطن قادیاں ہے ربوہ میں

(محمد ہادی مونس بی۔ اے)

وہی زمین وہی آسماں ہے ربوہ میں
وہی پیارا وطن قادیاں ہے ربوہ میں

دلوں میں چشمۂ نور یقیں ہے متموّج
ہر اک کے پہلو میں عزم جواں ہے ربوہ میں

خدا کے فیض کے متلاشیو! اِدھر آؤ
خدا کے فیض کا دریا رواں ہے ربوہ میں

سرِ نیاز کے سجدے کرو یہاں آکر
جبیں نواز ہر اک آستاں ہے ربوہ میں

دیارِ غیر سے مونس نہیں غرض تجھ کو
تجھے جو چاہیئے وہ گلستاں ہے ربوہ میں

زمیندار احباب فائدہ اٹھائیں

گورنمنٹ ایسے زمینداروں کو جن کے پاس زمین تھوڑی ہے اور کنبہ زیادہ ہے یا آپ مزارع ہے جس کے پاس اپنی زمین نہیں ہے ان کو ایک مربعہ اراضی دینا چاہتی ہے جس میں کنواں لگانا کاشت کار کے ذمہ ہوگا۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے تقاوی بھی ملنے کی امید ہے۔ اس کے متعلق درخواستوں کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ہے۔ احباب فوری طور پر اپنی تحصیلوں کے تحصیلدار صاحبان سے مل کر تمام معلومات حاصل کر کے درخواستیں دیدیں۔ جن مزارعوں کو اپنے مالکان اراضی کی طرف سے تکلیف ہو۔ ان کے لئے بھی زمین کا انتظام ہو سکتا ہے۔ (ناظر اصلاح و ارشاد)

نقد و نظر

چہل احادیث مترجم

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ چہل احادیث جو حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ نے منتخب فرمائی تھیں، میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ نے شائع کی ہیں۔ مستورات بچوں اور بڑوں سبھی کو ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ہدیہ صرف ایک آنہ ہے۔ مندرجہ بالا پتہ سے منگوائی جا سکتی ہیں۔

درخواست دعا

منور شمیم خالد ابن شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے نے خدا تعالیٰ کے فضل سے بی۔ اے کا امتحان ۲۶۵ نمبر لے کر سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ یہ کامیابی مبارک کرے اور اسے مزید دینی و دنیاوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

جے وی اساتذہ کی ضرورت

جے وی کے اساتذہ جو مرکز سلسلہ میں ملازمت کے متمنی ہوں۔ اپنی درخواستیں بمع نقول اسنادات معرفت پریذیڈنٹ یا امیر مقامی ارسال فرمائیں۔ میٹرک جے وی کو ترجیح ہو گی۔ (ناظر تعلیم)

مجالس خدام الاحمدیہ کی کارگذاری ـــــ رپورٹ ماہ جون

خلق خدا کی بے لوث خدمت۔ نماز باجماعت۔ درس اور دیگر دینی کاموں کا اہتمام

(۲)

گوٹھ نبھے خاں

۱۴ خدام پر مشتمل ایک چھوٹی سی دیہاتی مجلس ہے۔ جہاں چار خدام کو قرآن کریم ناظرہ اور ۲ خدام کو نماز کا ترجمہ سکھایا جاتا ہے۔ دو مستحقین کو ضرورت کے وقت گندم دی گئی سات بیماروں کو مفت دوا مہیا کی گئی۔ پانچ افراد کی عیادت کی گئی۔ مہمان نوازی کے علاوہ ہر جمعہ مسجد مقامی کی صفائی کی جاتی ہے۔ ۱۲ افراد زیر تربیت ہیں۔ دو افراد داخل سلسلہ ہوئے مقامی نہر کا بند ٹوٹ جانے پر چار گھنٹے تک کام کر کے اسے بند کیا۔

خانیوال

خدام کی تعداد ۲۲ ہے۔ ۱۵ مریضوں کی تیمار داری کی گئی۔ تین غرباء کی نقدی سے مدد کی گئی۔ خراب راستہ کی مرمت کی گئی۔ تحریک جدید کے بقایا کی وصولی کے لئے فرداً فرداً دوستوں کو ملکر کوشش کی گئی۔ ۸ افراد زیر تربیت ہیں۔ نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے گھروں پر جا کر تلقین کی گئی۔ تفسیر صغیر اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس جاری ہے اطفال کی تعداد ۹ ہے۔ جن کی تربیت کی جاتی ہے۔

جمال پور

خدام کی تعداد ۱۴ ہے۔ تین میل کے فاصلہ پر ریلوے سٹیشن پر روزانہ خدام برف کا ٹھنڈا پانی پلاتے رہے۔ مسافروں کو گاڑی چڑھنے اترنے اور سامان چڑھانے اتارنے میں مدد دی جاتی رہی۔ نمازوں کی حاضری خدا کے فضل سے خوش کن ہے۔ درس کا انتظام ہے۔ خدام الاحمدیہ کا چندہ سو فیصدی ادا ہو چکا ہے۔

سرگودھا

خدام کی تعداد ۴۸ ہے۔ مجلس عاملہ کے تین اور عامہ کے دو اجلاس ہوئے ایک اجلاس میں مہتمم صاحب تربیت و اصلاح مرکزیہ نے شمولیت فرمائی اور خدام کو نماز باجماعت کی ادائیگی اور مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے تحریک فرمائی۔ دو مقامات پر پانی پلانے کا انتظام کیا گیا۔ جو نہایت باقاعدگی سے جاری ہے۔ ہسپتالوں میں خدام کے وفود تیمارداری کے لئے جاتے ہیں ۔۔ بیماروں کو ۳۰/۱۴/- کی ادویہ مفت دی گئیں

نمازوں کی ادائیگی کے لئے چار سنٹر قائم ہیں۔ دو مرتبہ مسجد کی صفائی کے لئے وقار عمل منایا گیا۔ خالد سپورٹس کلب قائم کر کے فٹ بال اور بیڈمنٹن کی کھیلیں شروع کی گئیں۔ کوئی خادم ان پڑھ نہیں ہے۔ تلاوت قرآن کریم با ترجمہ مطالعہ کتب حدیث اور مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک کی گئی۔ ایک خادم نے چند غیر از جماعت معززین کو چائے پر بلا کر تبادلہ خیالات کیا۔ اطفال کے چار تربیتی اجلاس ہوئے۔ اطفال کا امتحان لیا گیا۔ اطفال کی طرف سے حضور کی شدید علالت کی خبر سن کر ۱۳/۱/- بطور صدقہ ربوہ بھجوائے گئے

لاہور

چار اجلاس مجلس ناظمین اور دو اجلاس مجلس عاملہ کے ہوئے۔ جن میں خدام کو بیدار کرنے کے ذرائع پر غور کیا گیا۔ چندہ تحریک جدید کی وصولی کے لئے کوشش کی جا رہی ہے ۳۰ خدام قرآن کریم ناظرہ پڑھ رہے ہیں۔ لائبریری قائم ہے۔ اس عرصہ میں ۱۰۰۰ کے قریب احباب نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ بزم حسن بیان کے تین اجلاس ہوئے۔ جن میں تحقیقی مقالے پڑھے گئے ۴۰۰ کے قریب احباب کو پیغام حق پہنچایا۔ ۳۷ غیر از جماعت رشتہ داروں کو خطوط لکھے گئے ۴۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا ۸ کتب مطالعہ کے لئے دی گئیں۔ لاہور کے حلقہ جات میں ۵۳ تربیتی اجلاس ہوئے۔ نمازوں میں سست خدام کو بذریعہ وفود مل کر باقاعدگی کی تلقین کی گئی۔ اطفال کے بارہ اجلاس ہوئے۔ دار الذکر میں وقار عمل کے موقعہ پر اطفال نے شرکت کی اطفال کی تربیت کے لئے ایک باقاعدہ معلم مقرر کیا گیا ہے۔ دو مرتبہ خدام نے دار الذکر میں اجتماعی وقار عمل کیا۔ چھ گھنٹے تک کام کیا گیا۔ سائبان لگانے اور اتارنے کا کام بھی انجام دیتے رہے۔ سائیکل سٹینڈ کی ڈیوٹی بھی خدام کے سپرد ہے۔ لاہور کے مختلف ہسپتالوں میں ۵۰ مریضوں کی عیادت کی۔ ۲۴ مریضوں کو مفت دوائی دی گئی۔ ۵۴ ٹیکے مفت لگائے گئے ایک طالب علم کو ۲۰ روپے ماہوار وظیفہ دیا جا رہا ہے۔ ۱۰ افراد کو حصول روزگار میں مدد دی گئی ۸ مریضوں کو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ دو احباب کو ۲۵ صفحات مفت ٹائپ کر کے دیئے گئے۔ ۱۰ طالب علموں کی فیس معاف کرائی گئی۔ ایک ضرورت مند کو ۲۰/۱۴/- روپے کاروبار چلانے کے لئے قرض دیئے گئے۔ دار الذکر اور منٹو پارک میں عید الاضحیٰ کے انتظامات کئے گئے لاہور میں منعقد ہونے والی تربیتی کلاس کے انتظامات کئے گئے۔ مجالس کو اطلاعات دی گئیں۔ حضور کی تشریف آوری پر خدام مختلف خدمات بجا لاتے رہے۔

گوجرہ

خدام کی تعداد ۲۶ ہے۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک مسجد کی صفائی کے لئے وقار عمل منایا۔

سکھر

مکرم میر حبیب اللہ صاحب کی بیماری پر دو خدام کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ جو ہسپتال میں ان کی تیمار داری کرتے رہے۔ غرباء و بیوگان کی مدد کے لئے ایک فنڈ کھولا گیا ہے۔ دو تربیتی اجلاس ہوئے فرداً فرداً نماز کا ترجمہ سنا گیا۔

بشیر آباد

خدام کی تعداد ۳۰ ہے۔ سست خدام کو بیدار کرنے کی کوشش کی جاری ہے۔ عصر کے بعد کبڈی اور والی بال کھیلا جاتا ہے۔ لائبریری قائم ہے۔ دار المطالعہ سے ۳۰ احباب نے فائدہ اٹھایا۔ ناخواندگان کی تعلیم کا انتظام ہے۔ چھ مریضوں کی تیمار داری کی گئی۔ ایک نادار بوڑھی عورت کا مفت علاج کیا گیا۔ ۵۰ روپے جمع کر کے ایک کنواں صاف کرایا گیا غسلخانے بنوائے گئے۔ بارش کی وجہ سے نہر ٹوٹ رہی تھی۔ اسے دو مرتبہ بند کیا گیا۔ ایک تاجر کی تیس بوری چینی بارش میں بھیگ رہی تھی۔ خدام نے انہیں اٹھا کر محفوظ مقام پر پہنچایا۔ ۲۵ افراد زیر تربیت ہیں۔ ایک مسجد کے سامنے کا بڑا گڑھا وقار عمل منا کر پُر کیا گیا تفسیر صغیر کا درس جاری ہے۔ نمازوں میں سست خدام کو سستی دور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی

کنری

دو تربیتی اجلاس ہوئے۔ قائد صاحب علاقہ نے خدام سے خطاب کیا۔ حلقہ جات میں درس کا انتظام ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے اجتماعی دعاؤں کا انتظام کیا گیا۔ عید کے موقعہ وقار عمل منا کر جگہ کی صفائی کی گئی۔

برہمن بڑیہ

مشرقی پاکستان کی یہ مجلس حال ہی میں بیدار ہوئی ہے۔ چنانچہ اب انہوں نے تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا پروگرام بنایا ہے اب تک تین اجلاس ہو چکے ہیں۔ لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا ہے ایسے خدام جو اردو نہیں جانتے انہیں اردو پڑھانے کا انتظام کیا گیا ہے غیر از جماعت افراد اور خصوصاً ہندوؤں میں مختلف قسم کے تربیتی پمفلٹ تقسیم کئے گئے ہیں۔

گوجرانوالہ

چار غیر از جماعت دوستوں کی تیمارداری کی گئی۔ اور دعا خبر کر دی گئی۔ تین مہاجرین کے فارم ۱×۷ پر کئے دو مرتبہ وقار عمل منا کر مسجد کی صفائی اور دیوار کی مرمت کی گئی۔ دو تربیتی اجلاس منعقد ہوئے۔

بھکر

خدام کی تعداد ۷ ہے۔ خدام کو نمازوں میں باقاعدگی کی تلقین کی جاتی ہے۔ جس کا خاطر خواہ اثر ہوا ہے۔ دو بے کار خدام کے لئے ملازمت کی کوشش کی گئی۔ ۴ بیماروں کی تیمارداری کی گئی۔ نقدی کی صورت میں غرباء کی مدد کی گئی۔ جماعت بھکر کی لائبریری سے احباب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تربیتی اجلاس باقاعدہ منعقد ہوتے رہے۔ جن میں چندوں کی ادائیگی کی تلقین کے علاوہ خدام کو ان کی ذمہ داریاں بتائی گئیں۔ اطفال کی تعداد آٹھ ہے۔ ان کی تربیت کا علیحدہ پروگرام بنایا گیا ہے۔ جس پر عمل کرایا جا رہا ہے۔

سیالکوٹ

خدام کی تعداد ۱۲۱ ہے۔ فضل عمر کلب کے زیر انتظام والی بال اور ٹینس کی کھیلوں کا انتظام ہے جس میں خدام باقاعدگی سے حصہ لیتے ہیں عرصہ زیر رپورٹ میں ۹ اطفال خدام میں شامل ہوئے بازار کلاں میں ٹھنڈا پانی پلانے کا انتظام کیا گیا۔ ایک بوڑھے نادار مریض کو ہسپتال میں داخل کروا کر اس کا بیس روز تک علاج کر دیا۔ اور ضروری ادویات خرید کر دی گئیں اب اسے خدا تعالیٰ کے فضل سے آرام آ رہا ہے۔ ۴ مزید بیماروں کی بیمار پرسی کی گئی۔ لائبریری قائم ہے۔ ایک صد احباب نے اس سے فائدہ اٹھایا چندہ تحریک جدید کی وصولی کے سلسلہ میں خاص اجلاس طلب کر کے توجہ دلائی گئی۔ اس ماہ ۴۰۰/- سے زائد روپیہ وصول ہو گیا۔ ۳۰ احباب زیر تربیت ہیں۔ جامع مسجد کی صفائی کی گئی۔ تربیتی اجلاس ہوتے رہے۔ جن میں شعبہ تربیت و اصلاح کے متعلق جملہ امور پر روشنی ڈالی جاتی رہی۔ چار حلقوں کا دورہ کیا گیا۔ اور سست الراکین کو چست کرنے کی کوشش کی گئی۔ اطفال کی تعداد ۵۰ ہے۔ ان کی تربیت کے لئے علیحدہ پروگرام بنایا گیا ہے

سادہ لباس اور خواتین

قوموں کی زندگی کا ثبوت اسی بات سے ملتا ہے کہ ان کا رہن سہن طور طریقے اور ماحول کیسا ہے۔ ہر زندہ قوم سب سے پہلے اپنے ملکی مسائل کا جائزہ لیتی ہے اور اپنی ضروریات کو اس طرح پورا کرنے کی سعی کرتی ہے کہ اپنے انہی وسائل و ذرائع کی حدود میں رہ کر اپنی وضع داری یا دینی روایات کو قائم رکھ سکے۔ ایسی قوم کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے جو یہ سمجھ لے کہ چاہے کچھ بھی ہو ملک کی عظمت اور استقامت اور حرمت پر کسی صورت میں حرف نہ آنے پائے اگرچہ بظاہر لباس ایسی چیز سمجھا جاتا ہے جس میں عام طور پر یہ سوچا بھی کوئی گوارا نہیں کرتا کہ یہ کوئی قومی مسئلہ ہے یا اس کا تعلق ملک کے کسی اہم معاملات میں سے ہے۔ اس لئے کہ عام طور پر لباس ہر شخص کو اپنی اپنی پسند اور شخصی قسم کا مسئلہ سمجھا جاتا ہے یعنی لباس کی ترتیب۔ انتخاب اور فیشن ہر مرد و عورت کے اپنے ذوق اپنی پسندیدگی اور بسا اوقات اپنے وسائل پر منحصر ہوتا ہے۔ یہ بڑے اچنبھے کی بات ہے کہ آج تک ہم نے اس ضروری و اہم مسئلہ کو کبھی قومی نقطہ نظر سے نہ تو سوچنے کی کوشش کی ہے اور نہ ہی اس سے متعلق جو اور بہت سی باتیں سامنے آجاتی ہیں۔ انہیں سمجھنے کے لئے کوئی سنجیدگی سے کوشش کی گئی ہے ہر شخص اسے اپنا ذاتی اور خالص گھریلو معاملہ سمجھ کر یہ جرأت ہی نہیں کرتا کہ اسے قومی انداز سے دیکھے اور اس طرح اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرے کہ جس سے من حیث القوم کوئی صحیح راہ عمل دریافت ہو جائے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لباس کا انتخاب فیشن کی نسبت سے کیا جاتا ہے اور عورتوں کی پسند بھی فیشن کی نظر ہو جاتی ہے بڑے بڑے گھرانوں کی عورتیں مغربی تہذیب سے زیادہ قریب ہونے کے باعث اسی قسم کا لباس بھی زیب تن کرنا پسند کرتی ہیں اور روزانہ کے بدلتے ہوئے فیشنوں کے دلدادہ بن گئی ہیں اس قسم کی خواتین کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ متوسط گھرانے کی عورتیں ان اونچی سوسائٹی کی خواتین کو دیکھ کر اسی جدوجہد میں مصروف رہتی ہیں کہ وہ بھی کسی طرح ان کا سا لباس بنائیں۔ اس طرح غریب گھرانے کی خواتین باوجود ایسے ذرائع نہ ہونے کے اسی ادھیڑ بن میں رہتی ہیں کہ جس طرح بھی ہو سکے وہ بھی فیشن میں کسی سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ بعض بہنیں شاید یہ کہیں کہ عورت فطرتاً ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ خوبصورتی۔ فیشن۔ نفاست اور بناؤ سنگار سے خود بخود مانوس ہو جاتی ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کے سامنے معاشرہ کی پیدا کردہ کسی قسم کی کوئی خلیج باقی نہیں رہتی اور وہ فطرت سے مجبور ہو کر فیشن پرستی کی طرف زیادہ مائل ہو جاتی ہے۔

اگر اس کلیہ کو مان لیا جائے تو یقیناً اس سے یہ نتیجہ مترشح ہوتا ہے کہ عورت کی اسی فطرت کی بدولت ہماری سماج اکثر برائیوں کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ماننی پڑے گی کہ جہاں عورت کو بناؤ سنگار سے لگاؤ اور دلچسپی ہے۔ وہاں اگر اسے یہ بات ذہن نشین کرا دی جائے کہ ملک کے استحکام کے لئے کیا کرنا ہے تو وہ قربانی اور ایثار کا وہ مرقع بھی پیش کر سکتی ہے وہ شاید کوئی اور صنف پیش نہ کر سکے۔ عورت کی قربانی کے قصے ضرب المثل ہیں اور یہ ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

ان نظریات کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے کہ ہماری خواتین قوم و ملک کی خاطر اپنا سکھ اپنا چین غرض اپنا سب کچھ قربان کر دینے میں بھی دریغ نہیں کریں گی تو یہ کوئی حیرت کی بات نہ ہوگی۔ اور اس کی بہت سی مثالیں تحریک قیام پاکستان ہی کی تاریخ سے مل جائیں گی کہ صرف جذبہ حب الوطنی کے پیش نظر ہماری بہنوں نے کیا کارہائے نمایاں کر دکھائے اور دنیا کو انگشت بدنداں کر ڈالا۔ اس لئے یہ بات بھی ماننی پڑے گی کہ قوم و ملک کی ہر مشکل کے وقت صنف نازک نے مردوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر اپنے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے ہیں اور اب جبکہ ہمارا ملک ایک ایسے دور میں داخل ہوا ہے جب ہم نے حقیقی معنوں میں اپنی منزل کو دیکھا ہے اور اسے سمجھنے کی کوشش کی ہے اور اب پاکستان کی بقا۔ تحفظ اور سلامتی کی خاطر ہم سب مل کر ایک مخلص قیادت کے تحت بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہماری خواتین بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں نئی حکومت کو معرض وجود میں آئے ابھی وقت ہی کون سا گذرا ہے۔ مگر جہاں ہمارے بھائیوں نے قوم و ملک کے لئے ہر شعبہ زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ وہاں ہماری بہنوں نے حال ہی میں ایک ایسی مہم چلائی ہے جس کی کامیابی پر درحقیقت ہمارا بہت کچھ منحصر ہے۔

بیگم صدر ایوب اور بیگم بلقیس شیخ کی سادگی کی تحریک نہ صرف ایک بہت ہی بروقت اور قابل قبول تحریک ہے بلکہ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بڑے متوسط اور چھوٹے گھرانوں کی خواتین کے درمیان جو مصنوعی خلیج اب تک حائل تھی وہ مٹ جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ دیسی کپڑا پہننے کے دیگر فوائد یہ بھی ہوں گے کہ ملک کا پیسہ ملک کے اندر ہی رہے گا اور ہمارا زرمبادلہ جو نفیس کپڑا درآمد کرنے میں خرچ ہوتا ہے بچا کر ملک کی دیگر ترقیاتی سکیموں پر خرچ ہو سکے گا۔ پھر دیسی کپڑا بنانے والے چھوٹے چھوٹے صنعت کار اور گھروں میں کھڈیوں پر کام کرنے والے مرد و خواتین خوشحال ہو سکیں گے۔

اس تحریک کا وجود ہمارے ملک کے لئے ایک بڑی نیک فال ہے اور یقین کیا جا سکتا ہے کہ معاشرے کی اصلاح بھی اس تحریک کی وساطت سے بڑی حد تک خود بخود ہوتی جائے گی۔ لہذا ہماری بہنوں کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس تحریک کو کامیاب بنانے اور اسے پروان چڑھانے کے لئے اپنی بساط بھر کوشش کریں تاکہ ہم اس تحریک کو مقبول کرا کے اپنا معاشرہ ترتیب دیں جس میں ملکی وسائل و ضروریات کا احترام ایک لازمی جزو قرار دیا جائے۔

(ڈویژنل دفتر محکمہ اطلاعات ملتان)

حضور کی دعائے خاص کا ایک سنہری موقعہ

احباب ۳۱ جولائی تک وعدہ پورا کر دیں

اللہ تعالٰے کے فضل سے مخلصین جماعت کے ایک خاص حصہ کو ۳۱ مارچ تک چندہ تحریک جدید کا وعدہ سو فیصدی ادا کرنے کی توفیق ملی۔ یہ وہ سابقون ہیں جن کے لئے حضور انور نے دعا فرمائی ان کے علاوہ بعض ایسے مجاہد ہیں جو اپنا چندہ بالاقساط دے رہے ہیں۔ اور کئی دوست محض اقتصادی مشکلات کے باعث کوئی بھی قسط ادا نہیں کر سکے۔ ان سب کے دلوں میں ایسی خواہش کا پایا جانا ایک طبعی امر ہے کہ اگر حضرت امام پاک کی دعا کے حصول کے لئے کوئی اور موقعہ پیدا ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر بھی وعدہ پورا کر دیں گے۔ ایسے دوست نوٹ فرمائیں کہ ان کے لئے اب دوسرا موقعہ ۳۱ جولائی کا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"جو دوست سابقون میں شامل ہونا چاہیں وہ ۳۱ مارچ تک اپنے چندے ادا کر دیں۔ جن سے یہ نہ ہو سکے۔ ان کے لئے دوسرا دور جولائی کے آخر تک ہے وہ جولائی کے آخر تک اپنے چندے ادا کر دیں تاکہ ان کی پچھلی غفلت کا کفارہ ہو سکے"

انشاء اللہ سابقون کے دوسرے دور یعنی ۳۱ جولائی تک وعدہ سو فیصدی ادا کرنے والے مخلصین کے نام بغرض دعا حضور کی خدمت عالیہ میں پیش کئے جائیں گے۔ اللہ تعالٰے توفیق عطا فرمائے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

سیکرٹریان تحریک جدید کی توجہ کے لئے

صدر و امراء صاحبان کی خدمت میں متعدد مرتبہ درخواست کی جا چکی ہے کہ سیکرٹریان تحریک جدید کا تقرر از بس ضروری ہے۔ امید ہے جملہ جماعتوں میں سے ایسے سیکرٹریان نے اپنا اپنا کام سنبھال لیا ہوگا۔ مرکز سے براہ راست ہدایات لینے کے لئے سیکرٹریان تحریک جدید کو چاہیئے کہ جلد از جلد اپنے تقرر کی تاریخ اور مکمل ایڈریس کی اطلاع دفتر ہذا کو بھجوا دیں (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

خلا کیا ہے؟

خلا اس وسیع جگہ کا نام ہے جس میں زمین، چاند، سورج اور ہمارے سورج جیسے کتنے ہی ستارے گردش کرتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خلا ستاروں سے بھری پڑی ہے۔ خلا اتنی وسیع ہے کہ اپنے اندر لاتعداد ستارے رکھنے کے باوجود زیادہ تر خالی ہی ہے اور کسی خلا میں سفر کرنے والے کو کروڑوں میل تک خالی ہی خالی جگہ ملے گی اور ستارے ایک دوسرے سے کروڑوں کروڑوں میل کی دوری پر ملیں گے۔ لیکن میل کا ناپ تو خلا کا فاصلہ ناپنے کے لئے بہت ہی چھوٹا ہے یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ روشنی ایک سیکنڈ میں تقریباً ۱۸۶ ہزار میل کا فاصلہ طے کرتی ہے۔ اس حساب سے ایک منٹ میں ایک کروڑ ۱۲ لاکھ میل ایک گھنٹہ میں ۶۷ کروڑ میل ایک دن میں ۱۶۰۰ کروڑ میل اور ۳۶۵ دن کے ایک سال میں تقریباً ۶۰۰۰۰۰ کروڑ میل کی مسافت طے ہو گی خلا میں فاصلہ ناپنے کے لئے ”لائٹ ایئر“ یعنی وہ فاصلہ جسے روشنی کی ایک شعاع ایک سال میں طے کرتی ہے، استعمال ہوتا ہے۔ زمین سے چاند تک کا فاصلہ طے کرنے کے لئے روشنی کو تقریباً ایک سیکنڈ لگتا ہے۔ سورج سے ایک شعاع تقریباً آٹھ منٹ میں ہم تک پہنچتی ہے۔ لیکن سبھی ستارے اتنے قریب نہیں ہیں رات کے وقت ہم جو ستارے دیکھتے ہیں۔ ان میں بہت سارے ایسے ہیں جن سے ہم تک روشنی پہنچنے کے لئے ایک دن نہیں، ایک مہینہ بلکہ ہزاروں سال لگتے ہیں: بعض ستاروں کی روشنی تو ہمارے پاس سو پچاس اور نو لاکھ سال بعد تک پہنچتی ہے چنانچہ اگر کوئی ایسا ستارہ کسی حادثہ کی وجہ سے ٹوٹ جائے اور اس کی روشنی ختم ہو جائے تو ہم کو اس کی خبر ہزاروں سال بعد ہو گی ان باتوں سے خلاء کی وسعت کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

آسمان کے ”تارے گننا“ ادب میں ایک محاورہ ہے۔ اس سے بھی تاروں کی تعداد و خلا کی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن تارے گننا ناممکن بات تو نہیں ہے بغیر دوربین کی مدد کے روئے زمین پر سے چھ سات ہزار تارے دیکھے جا سکتے ہیں اور تاروں بھری رات میں کسی بھی مقام پر ایک وقت میں دو ہزار تارے دیکھے جا سکتے ہیں۔ جنہیں اگر ایک سیکنڈ فی تارہ کی رفتار سے گنا جائے تو سب ستارے گننے میں صرف آدھ گھنٹہ لگے گا۔ لیکن اگر ہم کیلیفورنیا شہر کی ۱۰۰ انچ والی ماؤنٹ ولسن کی دوربین استعمال کریں تو اتنے تارے نظر آئیں گے کہ تمام تارے گننے کے لئے سائنسدانوں کو فی کس ایک ستارہ کے حساب سے ایک صدی درکار ہو گی۔ کیلیفورنیا ہی میں ماؤنٹ پالومر پر ایک ۲۰۰ انچ کی دوربین لگائی گئی ہے۔ اب آپ ہی اندازہ لگائیے کہ اس سے نظر آنے والے ستارے کتنے وقت میں گنے جا سکیں گے۔ اگر بغیر آلات کی مدد کے ستاروں کا مشاہدہ کیا جائے تو تقریباً سبھی ستارے پیلے اور سفیدی مائل نظر آتے ہیں۔ لیکن اگر ماؤنٹ ولسن والی ۱۰۰ انچ کی دوربین یا ماؤنٹ پالومر والی ۲۰۰ انچ کی دوربین سے معائنہ کیا جائے۔ تو پتہ چلے گا کہ ستاروں کے رنگ بھی قوس قزح کے رنگوں کی طرح مختلف ہیں۔ کچھ نیلے ہیں تو کچھ پیلے، کچھ سرخ ہیں تو کچھ گلابی غرض آسمان ایک قالین معلوم ہوتا ہے۔ جس پر ہزاروں چھوٹے بڑے رنگ برنگے موتی جڑے ہیں خلاء کی وسعت، شکل وغیرہ کے متعلق اب بھی سائنسدان بالکل یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ آیا خلا محدود ہے یا غیر محدود لیکن آج کل کا مانا ہوا نظریہ یہی ہے کہ خلا محدود ہے تاہم خلاء کے محدود ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اگر ہم کسی بھی سمت میں سفر کرتے رہیں تو بالآخر کوئی دیوار آ جائے جس پر کندہ ہو ”یہ خلا کی حد ہے“ آج کل کا نظریہ یہ ہے کہ خلا زمین ہی کی طرح خود اپنے اوپر بند ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر خلا میں کسی بھی سمت میں مسلسل سفر کرتا رہے۔ تو وہ گھوم کر اپنے چلنے کی جگہ پھر واپس آ جائے گا (یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس سفر کے لئے اس کو کتنی زندگیوں کی ضرورت ہو گی)

ہماری زمین سورج اور چاند کے بننے سے پہلے ان کی جگہ نہایت ہی خفیف گیسوں کے کروڑوں کروڑوں میل دور تک پھیلے ہوئے بادل تھے ان بادلوں کو ”نیبولے“ کہا جاتا ہے یہ بادل بہت گرم تھے۔ لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ نیبولے ٹھنڈے ہوتے رہے اور سکڑتے رہے اسی طرح سکڑنے اور ٹھنڈے ہونے سے ہمارے سورج جیسے ستارے وجود میں آئے اور آ رہے ہیں۔ جس نبولا سے سورج اور بعض دوسرے ستارے بنے اس کو کہکشاں کہتے ہیں۔ باوجود اسکے کہ خلا میں بہت سارے ستارے اور نیبولے ہیں۔ لیکن پھر بھی خلا تقریباً خالی ہے اور ستارے خلا میں ایک دوسرے سے بہت بہت فاصلہ پر ہیں۔ اتنی دوری کے باوجود کبھی کبھی ایسا اتفاق ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ستارہ اپنی گردش میں کسی دوسرے ستارے کے قریب آ جائے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے چاند کے زمین کے قریب آ جانے سے سمندر میں مدوجزر آتے ہیں۔ ایک ستارے کے دوسرے ستارے کے قریب آنے سے بھی دوسرے ستارے میں ”مد“ آ سکتے ہیں۔ ہمارے سورج کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ مگر سورج میں اتنا شدید مد آیا کہ ستارے کے گزرنے کے ساتھ ہی سورج کا کچھ حصہ بھی اس کی طرف کھنچ کر سورج سے الگ ہو گیا اور پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سورج کے اطراف گردش کرنے لگا۔ زمین مریخ زہرہ اور دوسرے نظام شمسی کے ارکان یہی ٹکڑے ہیں۔ زمین چاند اور دوسرے سیاروں کے بننے کا یہ نظریہ ایک اٹھارھویں صدی کے سائنسدان لیفن کا ہے ایک دوسرے سائنسدان کانٹ کا نظریہ ہے کہ نیبولے سے الگ ہونے کے بعد سورج ٹھنڈا ہو کر اور زیادہ سکڑتا گیا اور سکڑنے کے ساتھ ہی ساتھ اس کی گردش کی رفتار بھی بڑھتی گئی اور رفتار بڑھنے کی وجہ سے اس میں سے کچھ حصے ٹوٹ گئے۔ اور یہی حصے نظام شمسی کے سیارے ہیں۔ سیاروں کا بننا ایک بالکل اتفاقی چیز ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ نظام شمسی جیسے دوسرے خلا میں زیادہ نہیں ہوں گے پھر سیاروں میں زندگی کے امکانات اور بھی کم ہیں۔ سیارے کی عمر کے ایک بہت ہی چھوٹے حصے میں حالات ایسی زندگی کے قابل ہوتے ہیں جس سے ہم واقف ہیں۔ شروع میں وہ بہت زیادہ گرم ہوتا ہے اور بھاپ کے بادلوں سے بھرا ہوتا ہے۔ پھر وہ رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ ایک بہت چھوٹے وقفہ کے لئے اس میں ایسی زندگی کے امکانات ہوتے ہیں۔ جس سے ہم واقف ہیں۔ . . . . . اور پھر وہ بہت ہی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ زندگی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا ستارہ کافی گرم ہو اور اس کو ضروری توانائی فراہم کرنے کے لئے اس سے کافی قریب ہو۔ ایسے نادر حالات آج کل ہماری زمین پر موجود ہیں جو شاید سو کروڑ یا شاید پچاس کروڑ سال کے لئے ہوں۔ ظاہر ہے کہ سیاروں میں زندگی کے امکانات زیادہ نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مریخ یا زہرہ میں بھی زندگی ہو یا زندگی کے امکانات ہوں۔ لیکن یہ امکان بہت کم ہے۔ یہ تو لکھا جا چکا ہے کہ سورج اور ایسے دوسرے ستارے نیبولے یعنی گیس کے بادلوں کے ٹھنڈے ہونے سے بنتے ہیں۔ سورج جس نیبولے سے بنا ہے اس کا نام کہکشاں ہے۔ یہ آسمان کا وہی خطہ ہے جہاں ہم کو ایک چمکدار سی جگہ نظر آتی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ گیسیں ہیں لیکن دوربینی مشاہدوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ چمکدار خطہ بہت سے علیحدہ علیحدہ ستاروں کا ایک جھنڈ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ ستارے بہت قریب قریب ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس خطہ میں ستارے خلا میں بہت گہرائی تک چلے گئے ہیں۔ تو اس نیبولا میں کہکشاں میں سورج جیسے سو ارب ستارے ہیں۔ یا یہ کہا جائے کہ سورج سمندر کے کنارہ پر ایک ریت کا ذرہ ہے۔ اور کہکشاں سمندر کا کنارہ ہے۔ اور پھر اگر خلا کے سب نیبولے مل کر ایک سمندر ہوں تو کہکشاں ان میں ایک قطرہ ہے لیکن ان سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان سب ستاروں کو رکھتے ہوئے بھی خلا تقریباً خالی ہی ہے اور نیبولے ستارے وغیرہ خلا میں ایک دوسرے سے بہت بہت دور ہیں۔

حالیہ زمانہ میں سائنس کی ایک شاندار ترقی کی روشنی میں خلا کا سفر ناممکن نہیں رہا۔ خلا کے سفر میں بہت سارے پیچیدہ مسائل درپیش ہیں۔ لیکن یہ رفتہ رفتہ حل ہوتے جا رہے ہیں ایک ایسے ”خلائی جہاز“ بنانے کے امکانات موجود ہیں جو بادبان سے چلایا جا سکے۔ اس میں اور سمندر کے بادبانی جہاز میں فرق اتنا ہی ہے کہ ”خلائی جہاز“ ہوا سے نہیں بلکہ سورج سے قوت حاصل کریگا اس کو مصنوعی سیارے ہی کی طرح راکٹ کی مدد سے مدار پر چھوڑا جائے گا اور پھر یہ سورج سے قوت حاصل کر کے اپنی گردش کی رفتار تیز اور تیز کرے گا۔ یہاں یہاں تک کہ وہ زمین کی کشش سے آزاد ہو جائے گا

. . . . اور خلا

میں تیرنے لگے گا۔ اگر ہمارے ”خلائی جہاز“ کی رفتار ویسی ہی ہوئی جیسی ہم زمین پر دیکھتے ہیں تو شاید وہ کہیں بھی نہ پہنچ سکے گا۔ کیونکہ خلا بہت وسیع ہے۔ اور خلا میں فاصلہ ”لائٹ ایئر“ کے ذریعے ناپا جاتا ہے۔ لیکن اگر بالفرض ہمارے جہاز کی رفتار روشنی کی رفتار (۱۸۶ ہزار میل فی سیکنڈ) کے قریب پہنچ گئی تو ہم خلا کے سمندر میں گہرے غوطے لگا سکیں گے

(ماخوذ از نوائے وقت ۱۹ جولائی ۱۹۵۹ء)

~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~

ادائیگی زکوٰۃ

اموال کو بڑھاتی ہے

اور

تزکیہ نفوس کرتی ہے

~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~

"امریکہ اور اسلام" کے موضوع پر مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر کی تقریر (بقیہ صفحہ اول)

بعد ازاں مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے بتایا کہ ایک لحاظ سے اسلام کے ساتھ امریکہ کا تعلق بہت قدیمی ہے اور وہ اس طرح کہ خود امریکہ کی دریافت میں ایک حد تک مسلمانوں کا ہاتھ تھا۔ اندلس میں مسلمانوں نے علوم و فنون کے جو چشمے جاری کئے تھے یہ اُن چشموں ہی کے فیض کا نتیجہ تھا کہ اہل یورپ نے نئی دُنیا کی تلاش میں ایسے سمندروں میں جہاز رانی شروع کی جو انہیں بالآخر امریکہ کے ساحل پر لے آئے۔ یہ نئی دنیا جو مسلمانوں کی عطا کردہ رہنمائی کے نتیجے میں دریافت ہوئی آگے چل کر دُنیا کی تاریخ پر عرصہ دراز تک بہت گہرے طور پر اثر انداز ہونے والی تھی۔

امریکہ پر اہلِ یورپ کے نظریے کا اثر

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا۔ لیکن زمانہ مابعد میں جو مخصوص حالات رونما ہوئے اُن میں اِس قدیم تعلق کو فراموش کر دیا گیا۔ صلیبی جنگوں کے زمانے میں یورپ کے پادریوں نے اسلام کے خلاف نفرت کا جذبہ ابھارنے کے لئے اسلام کی وہ بھیانک تصویر کھینچی کہ شرافت سر پیٹ کر رہ گئی۔ اسلام کو علی الاعلان وحشت و بربریت کا مذہب قرار دیا گیا اور مسلمانوں کی ہوس رانی کے سراسر جھوٹے قصے تراش تراش کر انہیں بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ جب یورپ کے لوگ آباد ہونے کے لئے امریکہ پہنچے تو ان کے سامنے اسلام کی یہی بھیانک تصویر تھی۔ اسلام کے خلاف نفرت و حقارت اور بغض و عناد کا یہ سلسلہ امریکہ میں پہلی جنگِ عظیم کے زمانے تک کم و بیش اسی طرح چلتا چلا گیا۔ اِن حالات میں وہاں کے لوگوں کو اسلام کا نام سُننا بھی گوارا نہ تھا۔

ایک نئے انقلاب کی بنیاد

بالآخر اللہ تعالےٰ کی مشیت جاری ہوئی اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہاں اسلام کے ساتھ جو ناانصافی ہوتی رہی ہے اس کا سلسلہ ختم ہو اور اسلام کو اس کی اصل شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اوّلین صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وہاں بھجوایا تاکہ آپ وہاں اسلام کے حق میں ایک نئے روحانی انقلاب کی بنیاد رکھیں۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم رضؓ کو یہ لاثانی خصوصیت حاصل ہے کہ امریکہ میں احمدیت کا بیج بونے کی قابلِ فخر سعادت آپ کے حصے میں آئی۔ عین اُس زمانے میں جب آپؓ وہاں اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے پہلے مبلغ کی حیثیت سے تشریف لے جا رہے تھے۔ عالمی حالات میں ایک زبردست تغیر رونما ہو رہا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد سے برطانیہ کا اثر زائل ہوتا جا رہا تھا اور امریکہ کی طاقت دن بدن بڑھ رہی تھی اور اہل امریکہ ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مذہب کو بھی زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کی جدوجہد میں معروف تھے۔ چنانچہ متعدد عیسائی انجمنیں ایسی پیدا ہو چکی تھیں جنہوں نے دنیا کے دُور و دراز علاقوں میں عیسائیت کی تبلیغ کو اپنا مقصد قرار دے کر ایک نئے جوش اور نئے عزم کے ساتھ اس کام کا آغاز کر رکھا تھا۔ اِن حالات میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ امریکہ پہنچے۔ یہ خدائی نصرت اور تائید کا ایک عظیم الشان نشان ہے کہ ایسے مخالف حالات میں اسلام کا ایک مجاہد تنِ تنہا امریکہ کے ساحل پر اُترا اور اس نے وہاں احمدیت کا بیج بو کر اس ملک میں احمدیت کی اشاعت و ترقی کی راہ ہموار کر دی۔ اتنے وسیع اور مالدار ملک میں ایک غریب جماعت کے بھیجے ہوئے غریب مجاہد کے لئے بظاہر حالات یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ یہ عظیم الشان کارنامہ سرانجام دے سکتے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اسکی کامیابی کے خود سامان کئے اور اپنے مخفی تصرفات کے تحت اہلِ امریکہ کے دلوں کو نرم کر کے مائل باسلام کیا۔

اسکے بعد حضرت مولوی محمد دین صاحب وہاں تشریف لے گئے اور آپ نے حضرت مفتی صاحب مرحومؓ کے کام کو جاری رکھا۔ پھر محترم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی مرحوم کو حضور ایدہ اللہ نے وہاں بھجوایا اور آپ کو وہاں ایک لمبا عرصہ کام کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے اسقدر محنت اور جانفشانی سے احمدیت کے بیج کی آبیاری کی کہ یہ اسی محنتِ شاقہ کا نتیجہ تھا کہ آپ امریکہ سے واپس آنے کے بعد چند سال کے اندر اندر ہی راہیٔ ملکِ عدم ہو گئے۔ پھر مرزا منوّر احمد صاحب جیسا جانباز مجاہد بھی وہاں پہنچا کہ جس نے فریضہ تبلیغ ادا کرنے میں اپنی جان کی بازی بھی لگا دی۔ اور وہیں وفات پا کر شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ مرزا منور احمد مرحوم نے وہاں اپنے خون سے احمدیت کے بیج کی آبیاری کی اور اس طرح اس ملک میں احمدیت کے شاندار مستقبل کی داغ بیل ڈالنے میں نمایاں حصہ لیا۔

اہل امریکہ کی اسلام میں بڑھتی ہوئی دلچسپی

یہ واضح کرنے کے بعد کہ امریکہ میں تبلیغ اسلام کی ابتداء کس طرح اور کن حالات میں ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر نے امریکہ میں اسلام اور احمدیت کی روز افزوں ترقی اور درخشندہ مستقبل پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا اگرچہ اس وسیع اور مالدار ملک کے مقابلے میں ہماری کوششیں حقیر اور ہمارے وسائل حد درجہ محدود ہیں لیکن خدا تعالیٰ وہاں اسلام کی ترقی کے خود سامان کر رہا ہے اور اپنے مخفی تصرفات سے کام لیتے ہوئے لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر رہا ہے اسلام کے خلاف تعصب کی وہ فضا جو صدیوں پرانے اثرات کے ماتحت وہاں قائم چلی آ رہی تھی۔ اب رفتہ رفتہ دور ہو رہی ہے اور دن بدن وہاں کے علمی طبقوں کی اسلام میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب برطانیہ کی طاقت بالکل ٹوٹ گئی اور آزاد دنیا کی قیادت پورے طور پر امریکہ کے ہاتھ میں آ گئی تو وہاں اس بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کے زیر اثر علمی ترقی کے دور کا بھی آغاز ہوا چنانچہ متعدد یونیورسٹیوں اور نامور مستشرقین نے اسلام کا گہری نظر سے مطالعہ شروع کیا۔ اور یہ حقیقت ان پر منکشف ہوتی چلی گئی کہ آج تک یورپ میں اور یورپ کے زیر اثر خود امریکہ میں اسلام کے ساتھ سخت ناانصافی برتی جاتی رہی ہے اور اسلام کو اس درجہ بگاڑ کر پیش کیا جاتا رہا ہے کہ جس کی اور کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ چنانچہ دوسری جنگ عظیم کے بعد خدا تعالےٰ کے مخفی تصرفات کے ماتحت اسلام کے حق میں جو خوش آئند تبدیلی وہاں رونما ہوئی ہے اس کا اندازہ اُن مضامین سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ جو اسلام کے متعلق وہاں کے نامور رسالوں میں شائع ہوتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے "لائف" میگزین میں شائع شدہ مضمون اور جیمز مچنر کے اس مضمون کا خاص طور پر ذکر کیا جو ریڈرز ڈائجسٹ میں Islam — The misunderstood Religion کے نام سے شائع ہوا تھا۔ آپ نے بتایا یہ دونوں مضامین بہت ہمدردانہ نقطۂ نظر سے لکھے گئے تھے۔ نہ صرف امریکہ میں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں کروڑوں کروڑ انسانوں نے ان کا مطالعہ کیا اور یہ بفضلہ تعالےٰ اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث ہے۔ آپ نے مزید بتایا کہ رسالوں میں شائع ہونے والے مضامین کے علاوہ اب وہاں گہری تحقیق اور ریسرچ کے بعد اسلام پر جو کتابیں شائع ہو رہی ہیں وہ خود اس بات کا ایک بین ثبوت ہیں۔ کہ امریکہ میں اسلام کے خلاف جو اندھا تعصب پایا جاتا تھا وہ اب نہ صرف دور ہو رہا ہے بلکہ اہل امریکہ کی اسلام کے متعلق دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ (باقی)

درخواست دُعا

والد محترم خواجہ محمد شریف صاحب کو پرسوں ہفتہ بس پر سوار ہوتے وقت سخت چوٹ آئی ہے۔ خیال ہے کہ بعض پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے والد محترم کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے

خواجہ محمد حنیف